صاحبزادہ برق التوحیدی

خدائی احتساب

اللہ تعالیٰ جس قدر منصف و عادل ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ظلم کی مذمت کرے اور انصاف کی تعریف چنانچہ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر مختلف انداز میں ظلم کی تردید و مذمت اور عدل کی مدح و حمایت کی گئی ہے ظلم خواہ کسی پر، کسی قسم، اور کسی جگہ جتنا بھی ہو، وہ ظلم ہی ہے۔ جس کے ردعمل میں مظلوم کی دادرسی اہل دنیا کا فرض ہے اگر دنیا والے اپنے فرض سے کسی وجہ سے چشم پوشی کرتے ہیں تو وہ عادل و حکیم ذات اس ظلم کا بدلہ ضرور دلاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر اس دنیا میں سینگوں والی بکری نے دوسری بکری پر ظلم کیا ہوگا تو قیامت کے دن اس کے سینگ دوسری بکری کو دے کر بدلہ لیا جائے گا۔ یہ حدیث پاک حقیقت پر مبنی ہونے کے ساتھ اس مفہوم کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ وسائل و اسباب اور اختیارات کے بل بوتے پر کسی ناتواں و کمزور پر ظلم کرنے والا اس دن کے حساب و کتاب سے محفوظ نہیں رہے گا اور مظلوم کی ضرور دادرسی کی جائے گی۔ ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ مظلوم کی پکار اور خدا کی نصرت میں کوئی چیز حائل نہیں ہوتی یعنی عدل خداوندی کا تقاضا ہے کہ اس کی ضرور حمایت کی جائے گی چنانچہ ارشاد گرامی ہے کہ "اتق دعوۃ المظلوم"۔

دنیا کا نظام عدل اس بات کا شاہد ہے کہ مظلوم کی امداد میں تمام قانونی تقاضے پورے ہونے کے بعد رپورٹ کے مطابق ظالم کو کیفر کردار تک پہنچایا جاتا ہے اور جب تک مظلوم کی دادرسی نہیں ہوتی وہ یہی آواز لگاتا ہے کہ "ظالمو جواب دو خون کا حساب دو" یہ الفاظ اگرچہ آج کل سیاسی پس منظر میں کہے جاتے ہیں کہ جب کوئی صاحب اختیار و اقتدار اپنے حریف کو زیر کرنے کے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز حربے استعمال کرتا ہے اور بالآخر وہ اس کو اپنی نظروں سے دور کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر مظلوم و مقتول کے وارث یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ "ظالمو جواب دو خون کا حساب دو"۔ یعنی جب کسی رشتہ دار کو تکلیف،

احباب و اقارب کو دکھ، اور ورثاء کو مصیبت پہنچے تو وہ دادرسی اور تعاون کی درخواست کرتے ہیں اور عقیدت مند احتجاج کرتے ہیں کہ ان پر زیادتی ہوئی ہے۔

میں آج کی مجلس میں آپ کی توجہ اس مضمون کے تحت ایک نہایت اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور یہ ایک ایسا نازک مسئلہ ہے جس پر ہر انسان کو گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہیئے کہ کہیں میں بھی اس ظلم کا مرتکب تو نہیں ہو رہا۔ اس مسئلہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ قیامت کا دن ہو گا جس دن عرش الہٰی کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہو گا قیامت کی ہولناکیاں اور ہلاکت خیزیاں ہر انسان کو نفسی نفسی کہنے پر مجبور کر دیں گی اس دن رب کائنات کرسی عدالت پر جلوہ افروز ہوں گے ہر مظلوم اپنے پر روا کئے جانے والے ظلم کی داستان الم سنائے گا۔ عدالت میں قائلوں کی شہادت اپنی جگہ موجود ہے لیکن خود ظالم کے یمین و یسار اور ارکان و جوارح اس کے خلاف شہادت دیں گے۔ ان شہادتوں کی بناء پر مظلوم کے حق میں فیصلہ صادر ہو گا اور ظالم سے اس کا پورا پورا حساب چکایا جائے گا۔

عدالت کا وقت ابھی ختم نہیں ہوا ــــــ اس عدالت خداوندی میں ایک ایسے شخص کو مجرم کے طور پر بلایا جاتا ہے جسے عدالت عالیہ یہ فرد جرم پڑھ کر سناتی ہے کہ

"أأنت قلت للناس اتخذونی و امی الٰهین من دون الله"

یہ مجرم جس سے ناکردہ گناہ کی تفتیش و تحقیق اور تصدیق مطلوب ہے ایک جلیل القدر اولوالعزم پیغمبر حضرت عیسٰی بن مریم علیہ و نبینا الصلاۃ و السلام ہیں ان سے عدالت یہ دریافت کر رہی ہے کہ کیا تم نے لوگوں کو میری بغاوت پر اکسایا تھا کہ میری شہنشاہیت میں کسی اور کی حکمرانی کا دم بھرو ــــ میرے علاوہ کسی اور کی پوجا کرو ــــ میرے علاوہ کسی اور کے سامنے جبین نیاز کو جھکاؤ ــــ شامل تفتیش پیغمبر علیہ السلام جواب دیتے ہیں کہ:

"سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدوا الله ربی و ربکم" (مائدہ)

یعنی اے عادل مطلق تیرا کھا کر ــــ تیرا پہن کر ــــ تیرے آسمان و زمین کی جمیع نعمتیں استعمال کر کے ــــ تیرے خلاف بغاوت کروں یہ خود میری شان کے خلاف ہے کہ جب کوئی حیوان بھی اپنے عارضی و مجازی مالک کی نمک حرامی کو مناسب نہیں سمجھتا میں تو پھر بھی

انسان ہوں تو خدایا تیری خدائی پر حرف گیری کرنا میرے جیسے محتاج و فقیر کو کیسے سزاوار ہوا۔ بالفرض میرے خلاف عدالت عالیہ میں اگر کوئی ایسی شکایت ہے تو مولا تو بہتر جانتا ہے لیکن میں اس بات کا انکار کرتا ہوں اور وضاحتاً عرض ہے کہ میں نے تو ہمیشہ ان کو تیری دعوت دی اور تیری ہی غلامی کی تلقین کرتا رہا کہ صرف اور صرف اس وحدہ لاشریک کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا مشکل کشا، حاجت روا۔ اور خوراک و رہائش نیز لباس جیسے تمام ضروریات زندگی کا کفیل ہے!

عدالت قطعی شہادتوں کے پیش نظر حضرت عیسٰی علیہ السلام کو باعزت بری کر دیتی ہے اور جنہوں نے اس جرم بغاوت میں حصہ لیا ہوگا انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا یہ جرم بغاوت — شرک۔ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے "ان الشرک لظلم عظیم" کہا ہے کہ شرک سے بڑھ کر کسی قسم کے ظلم کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ قیامت کو ایسے ہی مشرکین کو کہا جائے گا کہ "ظالمو جواب دو خون کا حساب دو۔"

رسول معظم، نبی مکرم، سرور کائنات، فخر موجودات، سید الاولین والآخرین خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کو جب قیامت کے دن کے اس فیصلہ کی روئیداد کا بذریعہ وحی پیشگی علم ہوا تو آپ جیسے غم خوار امت، رؤف رحیم رحمتہ للعالمین نے اپنی امت کو بتایا اے امت غلو عقیدت کا شکار ہو کر اس جرم کا ارتکاب نہ کرنا، ظلم عظیم سے بچتے رہنا کہیں میرے جیسے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اس وجہ سے عدالت عالیہ میں نہ جانا پڑے ورنہ یہی آوازہ بلند ہوگا کہ "ظالمو! جواب دو، خون کا حساب دو" یہاں امت کی خیر خواہی بھی ہے اور تحفظ عزت نفس بھی۔ کہ عدالت میں جانا بذاتہٖ انسان کو مجرم بتاتا ہے خواہ وہ اس جرم سے بری الذمہ ہی کیوں نہ ہو آپؐ نے فرمایا یعنی اے امت مرحومہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرح مجھے بھی خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں نہ لا کھڑا کرنا ورنہ میرا بھی وہی جواب ہوگا وہ اپنی قوم کے مقابلہ میں عدالت عالیہ میں ریکارڈ کروائیں گے۔ آج جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے نظریات و افکار رکھتے ہیں انہیں سوچنا چاہیے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تکریم کرتے ہیں یا گستاخی و توہین۔

یہ پچاس ہزار سال کے مساوی دن ابھی ختم نہیں ہوا چاہتا عدالت عالیہ فیصلے کر رہی ہے کہ ایک رٹ درخواست کی سماعت شروع ہوتی ہے یہ رٹ کرنے والا کون ہے کوئی معمولی

آدمی نہیں، بلکہ امام الانبیاء پیغمبر کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے اپنی ہی امت کے خلاف یہ رٹ درخواست درج کروا رکھی ہے کہ:

"یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا"

اور آپ فرمائیں گے:

"سحقاً سحقاً لمن غیر بعدی"

اے قاضی برحق قادر مطلق اس بدبخت قوم نے تیرے قرآن اور میری تعلیم کو نہ صرف پس پشت ڈالے رکھا بلکہ اس میں خواہشات نفس کی تکمیل کی خاطر تحریف وتصریف اور تغیر و تبدل سے بھی گریز نہ کیا لہذا ایسے لوگوں کو مجھ سے علیحدہ رکھا جائے۔ یعنی ہر پیغمبر کی امت اس کے ساتھ ہوگی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مشفق وغمخوار امت کے ان روسیاہوں سے جدائی کے طلب گار ہیں ـــــ بہرحال اس رٹ پر کرام کاتبین کی تیار کردہ رپورٹ بھی شاہد ہوگی اور خود مجرم بولیں گے اور حسرت بھری آواز میں خواہش کریں گے کہ: "یوم یعض الظالم علی یدیہ ویقول الکافر یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا"

یہاں دو باتیں خصوصاً قابل غور ہیں پہلی یہ کہ وہ پیغمبر ہے جسے رحمتہ اللعالمین کے لقب سے نوازا گیا رؤف رحیم کہا گیا، عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم فرمایا گیا، امت کا نہایت ہی غم خوار بتایا گیا لیکن آج اتنے سخت کیوں ہوگئے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہایت سخت صدمہ پہنچا ہے، بڑی شدید تکلیف ہوئی ہے ـــــ ہاں ہاں بڑی تکلیف ـــــ وہی ناجو عیسائیوں نے پہنچائی۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں پوری کائنات لکھو کھہا گناہ کرے لیکن شرک نہ کرے تو میں معاف کر دوں گا کیونکہ مشرک مجھے گالیاں دیتا ہے میری عزت وغیرت کو چیلنج کرتا ہے۔ یہی اصول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ انسان غلطیاں کرے، تغافل وتساہل میں کوتاہیاں کرے معافی وتوبہ کرے تو سب کچھ مٹ سکتا ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام شفاعت کردیں گے لیکن جو شخص آپ کے علاوہ اور کسی کا ہوجائے گا آپ اس کی سفارش بھی نہیں کریں گے کہ توحید میں شرک سے بڑھ کر کوئی ظلم متصور نہیں ہوسکتا اور رسالت میں تقلید سے بڑھ کر اور کوئی ظلم نہیں۔

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ خدا کی توحید کے منکر اور پیغمبر علیہ السلام کی رسالت کے منکر دونوں کو ظالم کہا گیا ہے خدا کی خدائی میں کسی کو شریک کرنا ایسا جرم ہے جو جنت

میں داخلہ روک دیتا ہے اور پیغمبر کی رسالت میں کسی کو دخیل سمجھنا ایسا ظلم ہے جو داخلہ ہونے کے بعد بھی خارج کروا دیتا ہے ۔ یعنی کائنات میں صرف دو ہی ایسے جرم ہیں جنہیں خدا نے ظلم کہا ہے ایک خدا کی توحید میں شرک دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شرک ۔ پہلے جرم کی سزا یہ ہے کہ "ان اللہ لا یغفران یشرک بہٖ" یعنی مشرک کی بخشش نہیں ہو سکتی اور دوسرے جرم کی سزا یہ ہے کہ مقلد اور بدعتی کی شفاعت نہیں ہو سکتی ۔ یعنی توحید کا ظاہری اقرار کرنے والا جنت میں چلا جائے گا تو تقلید کا جرم اسے وہاں رہنے نہیں دے گا ۔ حالاں کہ جنت میں داخلہ کے بعد کسی کا وہاں نکلنا محال ہے لیکن مقلد کے لئے وہاں کوئی مقام نہیں ۔

استشہاد کے طور پر ملاحظہ ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام موحد تھے لیکن کوئی شرک نہیں کیا لیکن جنت سے نکالے گئے ۔ کیونکہ انہوں نے بعض روایات کے مطابق اپنی بیوی کی تقلید کی جو خود تقلید ابلیس کا شکار ہو چکی تھی ـــــ یعنی جنت کا ٹکٹ مل گیا ـــــ داخلہ ہو گیا لیکن تقلید کی تو وہ بھی مسترد ۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کی رسالت کے مقابلہ میں کسی امام کی بات کو ماننا ایسے ہے جیسے خاوند بیوی کا مطیع ہو جائے ایسے انسان کو معاشرہ میں کن الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں اور پھر اندازہ لگائیے کہ پیغمبر معصوم کی ذات کو ترک کر کے غیر معصوم امتی کی امامت کا دم بھرنے والا کون ہوا ؟ یہی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ (بخاری)" یعنی جو قوم اپنے معاملات کی زمام انتظام عورت کے سپرد کرے گی اس کا انجام اچھا نہ ہوگا چنانچہ اسی طرز پر جو قوم اپنی زمام اختیار پیغمبر کی بجائے کسی اور کے ہاتھ دے گی اس کا انجام پھر یہی ہوگا کہ "اذا کان الغراب دلیلا قوم

سیھدیھم طریق الھالکین

آپ دیکھیں کہ پیغمبر علیہ السلام اگر دلائل سے قطع نظر بیوی کے ہم خیال ہوتے ہیں تو اس کو منصب رسالت کے منافی سمجھا جاتا ہے اور نہ صرف کہ تنبیہ (۱) کی جاتی ہے بلکہ جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا جاتا ہے (۲)

(حاشیہ) نمبر ۱ سورہ تحریم نمبر ۲ حضرت آدم وحوا علیہ السلام کا واقعہ ۔

ہمارا مذکورۃ الصدر دعویٰ بلا دلیل نہیں بلکہ آپ احادیث کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ قیامت کے دن ایک ایسا گروہ آئے گا جو "عزا محجلین" ہو گا ان کے اعضائے و جوارح نشانات وضوء و طہارت سے چمک رہے ہوں گے دور سے معلوم ہو گا کہ جنتی گروہ ہے متقی، پرہیزگار اور نیکوکار لوگوں کی جماعت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئیں گے تو دیوار حائل ہو جائے گی۔ دریافت کرنے پر فرشتے عرض کریں گے کہ حضرت آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا گل کھلائے اور اسلام کو کس طرح بازیچہ اطفال بنایا آپ سن کر غصہ میں آئیں گے اور فرمائیں گے کہ ـــــ "سحقا سحقا لمن غیر بعدی"

یہاں یہ بات نہایت قابل غور ہے کہ لفظ تغیر استعمال ہوا ہے ترک نہیں اس وجہ سے کہ عدم تعمد وجود یہ ترک عمل پر شفاعت ممکن ہے لیکن تغیر پر شفاعت ممکن نہیں کیونکہ تغیر کے مفہوم میں یہ بات ہے کہ کسی بات کو چھوڑ کر اس کی جگہ کوئی اور بات لی گئی ہے۔ یعنی مسائل رسالت کو چھوڑ کر مسائل کو اختیار کیا گیا ہے اور یہی فرق ہے اطاعت و تقلید میں ـــ چنانچہ اس تبدیلی کا ارتکاب کرنے والے نام نہاد مسلمانوں اور ظاہری مومنوں سے جنت کا یہ ٹکٹ واپس لے لیا جائے گا اور جہنم کو سدھارے جائیں گے۔ اللھم لا تجعلنا منھم گویا کہ جنت میں داخل ہوتے ہی نکال دیئے جائیں گے انہوں نے کیا جرم کیا صرف یہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر دوسروں کی اطاعت و اتباع کو لازم سمجھا ـــ

سوچیئے کہ اس سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے تو پھر آپ ایک مظلوم کی حیثیت سے کیوں نہ پکاریں کہ۔ ظالمو جواب دو خون کا حساب دو۔ اور وہ عادل مطلق کیونکر اس مظلوم کی دادرسی نہ کرے گا ـــ دوستو ـــ سوچیئے جو شخص اس عظیم المرتبت پیغمبر علیہ السلام پر ظلم کرے گا اس کا سفارشی کون ہو گا اور اس ظلم کا بدلہ خدا کیونکر نہ دلائے اور ظالم کو اسفل السافلین کیوں نہ پھینکا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

۱۔ والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم (التوبہ)

۲۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ و اعد لھم عذاباً الیما"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ظلم آج روا رکھا جا رہا ہے اس کی داستان دل گداز بڑی طویل ہے غمی خوشی، لین دین، عبادات و معمولات غرضیکہ ہر شعبہ زندگی میں آپ کی

تعلیمات کو نظر انداز کر کے دوسرے لوگوں کے نظریات و افکار اور رسم و رواج کو اپنایا جا رہا ہے سیاست میں محمدی انداز سیاست کو چھوڑ کر جمہوریت کو اپنایا جا رہا ہے معیشت میں اسلامی طرز معیشت کو پس دیوار رکھتے ہوئے سوشلزم لایا جا رہا ہے،

دن میں ہزار ہا نیکیوں سے محروم رہا اور ہزار ہا بدعتوں کی آمد کا سبب بنا نہ صرف یہ بلکہ ہزار ہا گناہوں کی بخشش سے بھی محروم رہا۔

آپ دیانت داری سے فیصلہ کریں کہ یہ پوری امت پر ظلم نہیں تو اور کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ظلم نہیں اور کیا چنانچہ ایسے بدباطنوں کے خلاف جنہوں نے امت کو اتنے بڑے اعزاز سے محروم کیا اتباع رسول کی بجائے تعلیمد امام میں مسجون و مقید کیا یہ الفاظ نوشتہ دیوار نہ ہوں گے کہ "ظالمو جواب دو خون کا حساب دو" کیونکہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے بڑھ کر خون اور سفاکانہ قتل یہو دیانہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

لہٰذا اس وقت ہمیں اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچنا چاہیئے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے خلاف بھی کوئی استغاثہ تو دائر نہیں کریں گے اگر آپ نے ہمارے خلاف دعویٰ کر دیا تو ہمارا کیا حشر ہوگا لہٰذا آج جو لوگ ہر جگہ خدا کی خدائی کے خلاف بغاوت کر کے توحید پر ظلم ڈھا رہے ہیں تعلیمد کی معرفت رسالت پر جو ظلم روا رکھا ہے، انہیں باز آنا چاہیئے کہ اپنی آخرت برباد نہ کریں کیونکہ ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ